Riphah Journal of Islamic Thought & Civilization
Published by: Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Islamabad
Email: editor.rjitc@riphah.edu.pk
Website: https://journals.riphah.edu.pk/index.php/jitc
ISSN (E): 3006-9041 (P): 2791-187X

Juvenile Criminal Liability in Islamic Criminal Law: An Analytical Study of Ḥudūd and Qiṣāṣ Offences

اسلامی فوجداری قانون میں کم عمر افراد کی مسئولیت: حدود و قصاص کے جرائم کا فقہی و تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Israr [1]

Abstract

This paper examines the concept of criminal liability of minors within Islamic criminal law, with a particular focus on ḥudūd and qiṣāṣ offences. Islamic jurisprudence establishes responsibility (mas'ūliyyah) on the basis of intellect, maturity, and perception, thereby exempting children, the insane, and those under coercion from the full application of criminal liability. Drawing upon Qur'ānic injunctions, Prophetic traditions, and classical juristic opinions, the study outlines the principles governing the exemption of minors from ḥudūd and qiṣāṣ punishments, while highlighting the imposition of financial liabilities and discretionary punishments (taʿzīr) where appropriate. The discussion covers major offences including homicide, adultery, theft, ḥirābah (banditry), qadhf (false accusation), apostasy, intoxication, and rebellion, analyzing how classical jurists differentiated between acts of minors and adults in assigning culpability. The findings demonstrate that Islamic law does not equate minors with adults in terms of punishment; instead, it provides a balanced framework that combines social protection with opportunities for correction and moral development. This research also underscores the relevance of Islamic legal principles in contemporary debates on juvenile justice, showing that Islamic jurisprudence anticipated many modern concerns regarding the treatment of juvenile offenders.

[1] Lecturer at Horizon Institute for Higher Studies, an institute affiliated with the University of Peshawar. israrafridi07@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/ 0000-0002-9908-4018
DOI: https://doi.org/10.64768/rjitc.v3i2.2761

Keywords: *Islamic criminal law, juvenile justice,* ḥudūd, qiṣāṣ*, minors' liability,* taʿzīr, *fiqh*

تمہید

اسلامی فوجداری قانون اپنی جامعیت اور عدل پر مبنی اصولوں کے باعث دنیا کے دیگر قانونی نظاموں میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی اساس فرد کی جان، مال، عقل، نسل اور ایمان کے تحفظ پر قائم ہے، جس کے لیے حدود، قصاص اور تعزیرات کی صورت میں مخصوص جرائم اور ان کی سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ اسلامی قانون کا ایک اہم پہلو مسئولیت (Criminal Responsibility) ہے، جس کے تحت یہ طے کیا جاتا ہے کہ کون سزا کے اہل ہیں اور کس کو استثنا دیا جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان "رفع القلم عن ثلاثۃ" کی روشنی میں نابالغ، مجنون اور سوئے ہوئے شخص کو فوجداری احکام سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں مجرمانہ ذمہ داری عقل، بلوغت اور ادراک پر مبنی ہے۔ فقہائے اسلام نے نابالغ کی زندگی کو عدمِ ادراک، ادراک ناقص اور ادراک تام کے مراحل میں تقسیم کیا ہے اور ان کے مطابق سزا کے اطلاق میں فرق رکھا ہے، چنانچہ قتل، زنا، سرقہ، حرابہ، قذف، ارتداد اور دیگر حدود و قصاص کے جرائم میں نابالغ پر شرعی حدود نافذ نہیں ہوتیں، البتہ تعزیری یا مالی ذمہ داری عائد کی جاسکتی ہے۔ اس تحقیقی مطالعے کا مقصد اسلامی قانون میں نابالغ افراد کی فوجداری حیثیت کو واضح کرنا، مختلف جرائم کے تناظر میں ان کے احکام کا جائزہ لینا، فقہائے اسلام کی آراء کو تقابلی انداز میں پیش کرنا اور معاصر Juvenile Justice System کے تناظر میں اسلامی اصولوں کی معنویت کو اجاگر کرنا ہے۔ یہ تحقیق اس لیے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ یہ اسلامی قانون کے اس پہلو کو نمایاں کرتی ہے جو نابالغ مجرموں کے ساتھ سخت سلوک کے بجائے ان کی اصلاح اور تربیت پر زور دیتا ہے اور اس اعتبار سے یہ مطالعہ اسلامی قانون کو عالمی عدالتی مباحث سے جوڑنے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

تعارف

اسلام نے اپنے فوجداری نظام میں مسئولیت (Responsibility/Liability) کا تصور متعارف کرایا ہے، جس کے ذریعے یہ طے کیا جاتا ہے کہ کون سے افراد فوجداری سزا کے اہل ہیں اور کنہیں اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات "رفع القلم عن ثلاثۃ" اور "ان اللہ تجاوز لی عن امتی الخطأ والنسیان وما استکرھوا علیہ" اس اصول کی بنیاد ہیں کہ نابالغ، مجنون، سویا ہوا اور حالتِ جبر میں عمل کرنے والے افراد فوجداری احکام کے مکلف نہیں ہوتے۔ تاہم یہ عدمِ مسئولیت صرف جسمانی سزاؤں کے سقوط تک محدود ہے، جبکہ مالی ذمہ داریاں، مثلاً دیت، ساقط نہیں ہوتیں۔ اسلامی فوجداری قانون میں حدود، قصاص اور تعزیرات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں؛ حدود وہ سزائیں ہیں جو شریعت نے متعین کی ہیں، قصاص مقتول کے ورثاء کے حق سے متعلق ہے اور تعزیر وہ سزا ہے جو قاضی اپنے اجتہاد سے متعین کرتا ہے۔ فقہ اسلامی کی رو سے بلوغت کا تعین یا تو جسمانی علامات سے ہوتا ہے یا عمر کی حد سے، اور اس سے پہلے کی زندگی کو فقہاء نے مزید دو

مراحل میں تقسیم کیا ہے: سات سال کی عمر تک کا مرحلہ، جب بچے کو کسی سزا کا اہل نہیں مانا جاتا، اور سات سال سے بلوغت تک کا مرحلہ، جس میں بچے کو ممیز کہا جاتا ہے اور محض تادیب کی گنجائش رکھی جاتی ہے۔ ان اصولوں کی روشنی میں نابالغ کے ارتکابِ جرم کو فقہاء نے قتلِ خطا پر محمول کیا ہے اور دیت کی ذمہ داری اس کے عاقلہ پر عائد کی ہے۔ گو کہ پاکستان کے آئین میں عاقلہ کا تصور نافذ نہیں، تاہم فقہ اسلامی کا یہ اصول بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ تعارفی بحث اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ اسلامی قانون نابالغ کے افعال کو جرم قرار نہیں دیتا بلکہ ان کی ذمہ داری کا دائرہ محدود اور مختلف نوعیت کا ہے، جس سے اسلام کے عدل و حکمت پر مبنی فوجداری اصول اجاگر ہوتے ہیں۔

کم عمر افراد کا جرمِ قتل

اصولی طور پر، فقہ اسلامی میں فوجداری ذمہ داری انسان کے ادراک پر منحصر ہے۔ لہٰذا، اگر انسان نابالغی کی وجہ سے ادراک سے خالی ہو تو اسے فوجداری سزا سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا۔ فقہاء نے انسانی ادراک کو تین مراحل میں تقسیم کیا ہے:

1. عدمِ ادراک
2. ادراک ناقص
3. ادراک تام

ادراک کے زاویے سے فقہاء نے انسان کی عمر کی تحدید آنحضور ﷺ کے اس فرمان کی روشنی میں کی ہے کہ تین قسم کے افراد غیر مسئول ہیں: بچہ جب تک بالغ نہ ہو، مجنون جب تک اسے افاقہ نہ ہو، اور سویا ہوا جب تک وہ بیدار نہ ہو۔ شریعت اسلامیہ فطری اختلافات کی وجہ سے فوجداری ذمہ داری میں تفاوت کی قائل ہے۔ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو فطری طور پر ادراک و اختیار سے عاجز ہوتا ہے، پھر یہ صلاحیتیں آہستہ آہستہ بڑھتی ہیں۔ یہ ارتقائی عمل مختلف انسانوں میں مختلف ہوتا ہے۔ اس بڑھوتری کے نتیجے میں ایک عمر پر آ کر انسان میں کچھ نہ کچھ ادراک پیدا ہوتا ہے۔ فقہاء کے نزدیک یہ ارتقائی عمل سات سال تک رہتا ہے، لہذا سات سال کی عمر سے پہلے کسی بھی بچے کو نادان قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ آج تک کوئی ایسا ذریعہ علم وجود میں نہیں آیا ہے جو یہ ثابت کرے کہ سات سال سے پہلے تمام بچوں میں تمیز اور شعور کا فقدان ہوتا ہے، کیونکہ کبھی کبھار تمیز اور شعور ماحول، آب و ہوا، بچوں کی جسمانی اور ذہنی استعداد، ان کی خاندانی تربیت، اور غذائی معیار کے نتیجے میں سات سال سے پہلے بھی پیدا ہو سکتا ہے اور کبھی سات سال کے بعد بھی۔ تاہم، فقہاء نے عدالت کی آسانی کے لیے اس عدمِ ادراک کے مرحلے کی حدبندی پیدائش سے لیکر سات سال تک کی عمر پر کی ہے۔ عمر کے اس مرحلے میں انسان پر کسی بھی قانون کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا، خواہ اس کا تعلق تعزیری سزا سے ہو یا تادیبی سزا سے۔ تاہم شریعت میں اس عمر کے افراد کو مالی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اگر ان کے کسی فعل کے نتیجے میں کسی شخص کو مالی نقصان پہنچے تو اس کا تاوان ان کے مال سے وصول کیا جائے گا۔ شرعی عذر سزا کو معاف کرنے میں تو مؤثر ہوتے ہیں، لیکن تاوان کو معاف کرنے میں نہیں۔

ادراکِ ناقص

یہ مرحلہ سات سال کی عمر میں پہنچنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور سنِ بلوغ پر آ کر ختم ہوتا ہے۔ حنفی فقہاء میں سے امام ابو یوسف اور امام محمد سنِ بلوغ کی تحدید پندرہ سال سے کرتے ہیں، جبکہ امام ابو حنیفہ اور بعض مالکی فقہاء سے انیس سال کی عمر بھی روایت میں آتی ہے۔ امام مالکؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ سنِ بلوغ کی تحدید امام اعظم ابو حنیفہ کی پہلی رائے پر ہے۔

جو قوانین وضع ہیں ان کے مطابق جب سات سال کی عمر ہو جائے اس سے لے کر سترہ سال تک افراد کے لیے جو مختلف سزائیں تجویز کی گئی ہیں، وہ خاص طور پر تادیبی ہوتی ہیں۔ شریعت نے تادیبی سزاؤں کی تعین نہیں کی ہے، تاکہ عدالت مجرم کی حالت کو دیکھتے ہوئے کوئی بھی مناسب سزا تجویز کر سکے۔ ان تادیبی سزاؤں کے نفاذ کا مقصد یہ ہے کہ اگر مجرم اس عمر میں بار بار جرم کا ارتکاب کرے، تب بھی اسے عادی مجرم تصور نہیں کیا جائے گا۔ البتہ دیوانی مقدمات میں اسے برابر ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا اور وہی سزائیں دی جائیں گی جن کا مقصد سرزنش اور تنبیہ ہو۔ تاہم اس بات کا اطمینان حاصل کرنے کے لیے کہ مجرم واقعی بلوغ کی حد تک نہیں پہنچا ہے، لازماً طبی ماہرین کی رائے لی جائے گی۔ بصورت دیگر فطرت کی ان علامات کو کافی سمجھا جائے گا جو نابالغ ہونے کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ناحق طریقے سے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

"یہ مذہبی متن، جس کا عنوان "اللہ کی ممانعتیں اور احکامات" ہے، انسانوں کے لیے الٰہی ہدایات کا ایک سلسلہ پیش کرتا ہے۔ یہ اہم احکامات ہیں جن میں کہا گیا ہے، لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ مزید برآں، یہ عبارت زور دیتی ہے کہ غربت کے اس خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کریں، کیونکہ اللہ ہی سب کو رزق فراہم کرتا ہے۔ اس میں یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ لوگ ظاہر اور پوشیدہ ہر قسم کی بے حیائی کے کاموں سے دور رہیں، اور کسی ایسی جان کو ناحق قتل نہ کریں جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ یہ تمام ہدایات اس لیے دی گئی ہیں تاکہ لوگ ان پر غور و فکر کریں اور سمجھیں۔"۔

کم عمر افراد کا ارتکاب قتل سے متعلق فقہاء کے آراء کو ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ کم عمر افراد کا عمداً خطا پر محمول ہوگا اور بچے کو حد نہیں لگائی جائے گی۔[1] جمہور کی رائے عمد کے بجائے خطاء والی ہے جبکہ دیت کو عاقلہ کی ذمہ داری قرار دیا ہے اور نہ قصاص لیا جائے گا۔ اس سلسلے میں مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ کم عمر ممیز یعنی سمجھدار کے جرم کو عاقلہ پر ڈالا جائے گا۔ کم عمر افراد شرعی اعتبار سے مخاطب نہیں ہوتے لہذا اس کا عمل بھی شرعی اعتبار سے ثابت نہیں ہوتا۔ حنفی فقہاء کی رائے کچھ یوں ہے کہ جن کی عمر کم ہو ان سے عمدیت کا تحقق نہیں ہو سکتا کیونکہ عمدیت کے لیے علم کا ہونا ضروری ہے جبکہ علم کا حصول عقل سے ممکن ہوتا ہے۔

جبکہ کم عمر افراد کی عقل ناقص ہوتی ہے۔[2]

فوجداریّت میں نابالغ افراد کی مسئولیت سے متعلق حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ :

"لا قود ولا قصاص ولا حد ولا جرح ولا قتل ولا نكال على من لم يبلغ الحلم حتى يعلم ماله فى الاسلام وما عليه"-[3]

یعنی یہ کہ جو فرد ابھی تک حالت بلوغ کو نہیں پہنچا ہو اور جب تک وہ یہ نہ جان سکے کہ اسلام میں اُس کے لیے کیا ہے اور اُس کے ذمے کیا ہے تب تک اُس کے خلاف قصاص یا بدل یا حد یا کوئی بھی اور جسمانی سزا نافذ نہیں ہوگی۔

کم عمر فرد اور زنا کے ارتکاب کی صورتیں

تھوڑی عمر کا فرد یا تو خود اکیلے زنا کا ارتکاب کرے گا یا کسی دوسرے کے ہمراہ اشتراک کی صورت ہوگی۔

اکیلے زنا کا ارتکاب

اگر کم عمر کا لڑکا اپنے جیسی کم عمر کی لڑکی کے ساتھ زنا کرے یا کسی عاقل بالغ عورت کیساتھ زنا کرے تو اس پر کوئی حد نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں وہ سزا کا اہل نہ ہوگا جبکہ اس پر مال کی صورت میں ضمان مہرِ مثل تب لاگو ہوگا جب اُس نے یہ فعل جنس مخالف کے ساتھ اکراہ یعنی زبردستی کے ساتھ کیا ہو۔[4]

1۔ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ج21(قاہرہ: دار الوفاء للطباعۃ والنشر، 1404ھ/1983ء؛ کویت: مطابع ذات السلاسل)، 90–91۔

2۔الزیلعی، تبین الحقائق شرح کنزالد قائق، ج6(بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، 139۔

3۔ابن حزم، المحلی بالآثار، ج10(بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، 1980ء)، 347۔

4۔علاء الدین کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج7(بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1986ء)، 25۔

کسی غیر سے اشتراکِ زنا

زنا کا فعل میں اشتراک کے لیے اہم ہے کہ اس میں جرم کا مادی رکن اکھٹے مل کر کیا جائے جس کی صورتوں میں بچوں کے ساتھ یا کسی بالغ کے ساتھ اشتراک کی صورت ہو سکتی ہے۔ فقہ اسلامی میں ہر صورت کے لیے علیحدہ حکم ہے۔

1۔ کم عمر افراد کے ساتھ اشتراک

زنا وطی کی حالت میں کم عمر فرد پر حد نہیں اور نہ ہی یہ فعل شرعی طور پر زنا کہلائے گا۔ کیونکہ شرعی طور پر یہ فعل اسی وقت جرم کہلائے گا جب کہ اس میں کوئی سزا بھی مقرر ہو۔ اس میں اشتراک کی صورت اکھٹے مل کر کسی عورت کے ساتھ زنا کرنا یا کسی کو اس فعل میں مدد فراہم کرنا ہو تاکہ ان میں سے کوئی ایک اس فعل کو انجام دے سکے۔

عمومی قاعدہ کے مطابق چاہے کم عمر افراد یہ فعل خود کرے یا دوسروں کے اشتراک سے ان تمام کم عمر افراد میں کسی پر بھی اس حد کی سزا نافذ نہ ہو گی۔[1]

کم عمر فرد کا بالغ سے زنا

بالغ عورت سے زنا کی صورت میں فقہاء اس امر پر متفق ہیں کہ کم عمر فرد پر حد قائم نہ ہو گی۔ اگر وہ ممیز ہو گا تو اس صورت میں تادیبی سزا ملے گی جبکہ بالغ عورت پر حد جاری کرنے سے متعلق فقہاء کے دو قول ہیں:

پہلی رائے حنفیہ اور مالکیہ کی ہے اس کے مطابق عاقل و بالغ عورت پر حد جاری نہ ہو گی بلکہ تعزیری سزا دی جائے گی، عندالاحناف کم عمر فرد اگر بالغ عورت سے زنا کا کام کرے تو اس پر مہر کی ادائیگی واجب ہے بشرطیکہ وہ بالغ عورت اس فعل پر راضی نہ تھی کیونکہ فعل وطی مہر یا حد سے خالی نہیں ہوتا، لیکن اگر وہ عورت خود راضی تھی تو اس کم عمر فرد پر مہر واجب نہ ہو گا کیونکہ اس عورت نے خود اپنے نفس کو کم عمر فرد کے حوالے کیا تھا۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کے برضا تیار ہونے کے باوجود اس پر حد نہیں ہے بلکہ تعزیر ہے اس لیے کہ عورت پر حد اس لیے جاری نہیں ہوتی کہ وہ زانیہ ہے کیونکہ فعل زنا اس سے متحقق نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ وہ واطئیہ نہیں ہوتی بلکہ موطوءہ ہوتی ہے اور قرآن نے عورت کو زانیہ مجازاً کہا ہے حقیقت یہ ہے کہ عورت پر حد مزنیہ ہونے کی وجہ سے جاری ہوتی ہے لیکن چونکہ کم عمر فرد کا فعل زنا نہیں ہے اس لیے یہ عورت بھی مزنیہ نہیں۔[2]

1۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ج7، ص194–195۔

2۔ شمس الائمہ السرخسی، المبسوط، ج9(بیروت: دار المعرفۃ، 1993ء)، 54۔

اس سلسلے میں دوسری رائے یہ ہے کہ اس صورت میں عورت پر حد جاری ہوگی، یہ رائے امام شافعی کی ہے، امام احمد کے دو مذاہب میں سے ایک صحیح رائے بھی یہی ہے، حنفیہ میں سے امام ابو یوسف، اور امام زفر اس رائے کے حامل ہیں اور ظاہریہ کا قول بھی اس کی تائید میں ہے۔ جبکہ بچے پر حد نہ ہوگی۔ حنابلہ کے ایک دوسری رائے کے مطابق عورت پر کوئی حد نہیں۔ اگر اس کے ساتھ دس سال سے کم عمر بچے نے وطی کی ہے لیکن ابن قدامہؒ نے اس رائے کا رد کیا ہے اور عورت پر حد جاری کرنے کے قائل ہیں۔ اس رائے کے قائلین کے نزدیک زانی اور زانیہ دونوں اپنے اپنے فعل پر ماخوذ ہیں۔ عورت نے وہ فعل انجام دیا ہے جو اس کے زانیہ ہونے کے لیے کافی ہے۔ اس لیے کہ عورت کے زنا کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مرد کے عضو سے اپنی شہوت پوری کرے اور یہ بات اس صورت میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس وطی میں ملک کا شبہ بھی موجود نہیں ہے کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے:

"اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ [1] " زانیہ اور زانی"

کیونکہ ایک قذف کرنے والے کو قذف کی حد لگے گی کیونکہ عورت سے زنا کا ایسی صورت میں تصور نہیں کیا جا سکتا لیکن قذف کرنے والے کو آخر کیوں قذف کی سزا دی جا رہی ہے۔ اس طرح اگر ایک بالغ عاقل فرد چھوٹی بچی سے زنا کرے تو اس پر حد جاری ہوتی ہے اسی اصول پر عورت پر بھی حد جاری کی جائے گی۔ [2]

فقہاء کی اصطلاح میں زنا سے مراد یہ ہے کہ کسی بالغ کا انسانی جنسی اعضاء میں بغیر ملکیت کے عمل کرنا [3]

اس سلسلے میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ حد زنا صرف اُس شخص پر نافذ ہوگا جو مکلف ہو یعنی عاقل بالغ ہو۔

فقہاء نے اس مسئلے کو تین نکات میں بیان کیا ہے۔

نابالغ بچہ بچی اگر آپس میں زنا کریں تو اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ ان دونوں پر حد زنا کا نفاذ نہیں کیا جائے گا کیونکہ دونوں شرعی طور پر مکلف نہیں ہے، ان پر سے قلم مرفوع ہے۔ جیسا کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

"رُفِعَ القَلَمُ عنِ الثلاث ----عن الصبیّ حتیٰ یحتلم" 4

تین افراد سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے۔ بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے۔

چونکہ عبادات اور معاصی میں ان سے تکلیف ساقط ہے تو حد بھی لاگو نہیں ہوگی۔

1۔ القرآن: 24/2۔

2۔ ابو الحسن الماوردی، الحاوی الکبیر، ج13 (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999ء)، 200۔

3۔ ابن قدامہ، المغنی، ج12 (قاہرہ: مکتبۃ القاہرۃ، 1968ء)، 341۔

4 الدسوقی، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ج6 (بیروت: دار الفکر)، 301–302۔

امام مالکؒ سے منقول ہے کہ نابالغ پر حدِ زنا نافذ نہیں کیا جائے گا۔

"قَالَ الامام مالک لا یُقامُ علی الصبیة تزنی او الصبیّ یزنی الحدّ حتیٰ یحتلم او تحیض الجاریة"[1]

فقہائے احناف نے بچے کے مال سے مہر واجب قرار دیا ہے اگر وہ چھوٹی بچی کے ساتھ زنا کرے[2]

نابالغ بچہ اگر بالغ اپنے سے بڑی عورت کے ساتھ زنا کرے تو بچے پر حد واجب نہیں ہاں اگر بچہ ممیز ہے تو تعزیری سزا دی جائے گی۔اور بالغ عورت کے سزا سے متعلق فقہاء کہتے ہیں کہ اگر عورت راضی نہ تھی تو چھوٹے لڑکے کے مال میں سے مہر واجب ہو گا۔اور اگر عورت اس فعل پر راضی تھی تو اُس کو مہر نہیں دیا جائے گا۔[3]

مکلف شخص کا چھوٹی عمر کی بچی کے ساتھ زنا کرنے کی صورت میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ بالغ اور عاقل شخص پر حد واجب ہے۔اگر اُس نے ایسی بچی کے ساتھ وطی کی ہو جو وطی کی قابل ہو اور اگر وطی کی قابل نہ ہو تو پھر اُس پر شرعی حد جاری نہ ہو گی۔

اس صورت میں اس فعل کو زنا تسلیم نہیں کیا جائے گا بلکہ تعزیری سزا جاری ہو گی۔[4]

حدِ سرقہ (Punishment for Theft)

اللہ تعالیٰ نے ہر اُسی چور کیلئے سخت سزا مقرر کی ہے جو لوگوں کی معیشت کو خراب کرتا ہے اور ان کے مال پر حملہ کرتا ہے۔

چوری ایک ایسا عمل ہے جو افراد اور معاشرے کے امن کو خطرے میں ڈالتا ہے۔نبی کریمؐ نے فرمایا: کہ "مومن چوری نہیں کرتا جب وہ چوری کر رہا ہوتا ہے"۔

کم عمر والا بچہ چوری جیسا بڑا جرم اکیلا بھی کر سکتا ہے اور اس کے ساتھ بالغ بھی شامل ہو سکتا ہے۔تو چوری کیا؟ اور اکیلے چوری کرنے والے تھوڑی عمر کے فرد کا کیا حکم ہے؟ اور کیا حد اس بالغ پر بھی نافذ ہو گی جو شریک جرم تھا۔اسی فصل میں ہم ان سوالات کا جواب دیں گے پہلے چوری کی تعریف کر کے ان مسائل کو حل کرتے ہیں۔

آپ نے "حد سرقہ" (چوری کی شرعی سزا) کے بارے میں استفسار کیا ہے۔اگرچہ ذرائع میں مکمل حد سرقہ کی تفصیلات شامل نہیں ہیں، لیکن ان میں اس کی تعریف، اس کی شرائط اور نابالغوں پر اس کے اطلاق کے حوالے سے اہم معلومات موجود ہیں:

1۔ سحنون بن سعید، المدونۃ الکبری، ج4(بیروت: دار صادر، 1994ء)، 491۔

2۔ السرخسی، المبسوط، ج9، ص129؛ الزیلعی، تبیین الحقائق، ج3، ص184۔

3۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، ج7، ص34۔

4۔ السرخسی، المبسوط، ج9، ص75؛ الکاسانی، بدائع الصنائع، ج7، ص34۔

حد اور تعزیر کا پس منظر

اسلامی شرعی قانون میں سزاؤں کی تین اقسام ہیں: کفارہ، حد، اور تعزیر۔

1. **حد** : حدوہ سزا ہے جو شریعت میں اللہ کا حق) *حق اللہ* (قرار دی گئی ہے۔ یہ ایک **متعین سزا**) عقوبت (ہوتی ہے، اور چونکہ یہ اللہ کا حق ہے، اس لیے اس میں کوئی بندہ تصرف نہیں کر سکتا۔

2. **تعزیر** : تعزیر وہ سزائیں ہیں جنہیں کتاب وسنت نے متعین نہیں کیا بلکہ حکومت یا حاکم کو موقع اور محل کے مطابق سزا خود متعین کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ قاضی کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ مصلحت دیکھتے ہوئے مجرم کو معاف بھی کر سکتا ہے یا جرم کی نوعیت کے اعتبار سے سزا میں کمی، زیادتی، یا تغیر و تبدل بھی کر سکتا ہے۔ اسی عدم تقدیر و تحقیق کی بنا پر تعزیر کو حد نہیں کہا جاتا۔

سرقہ (چوری) کی شرعی تعریف اور حد کی شرائط

شریعت میں سرقہ (چوری) اس وقت حد کی مستوجب بنتی ہے جب وہ مندرجہ ذیل شرائط پوری کرے:

- یہ **عاقل (سمجھدار)** اور **بالغ** شخص کا فعل ہو۔
- اس میں کسی دوسرے کی ملکیت کا مال چرایا گیا ہو جس میں چور کو کوئی شبہ (حق ملکیت کا دعویٰ) نہ ہو۔
- مال کی قیمت **نصاب** (مقررہ کم از کم مقدار) یا اس سے زیادہ ہو۔
- مال کو **پوشیدہ طریقے سے) *علی وجہ الخفیہ*** (لیا گیا ہو۔

حد سرقہ کا اطلاق (نابالغوں کے حوالے سے)

ذرائع کے مطابق، حد سرقہ کی سزا) عقوبت" (قطع" (ہاتھ کا کاٹنا) ہے، اور یہ سزا نابالغوں اور دیوانوں پر لاگو نہیں ہوتی:

- چوری کے معاملے میں، **قطع (ہاتھ کا کاٹنا)** ایک سزا) عقوبت (ہے اور **نابالغ** اور **مجنون (دیوانے)** شخص کو اس سزا کا اہل نہیں سمجھا جاتا۔
- اگرچہ ان پر حد لاگو نہیں ہوتی، لیکن وہ **مال کی ضمانت) *ضمان المال*** (ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

کم عمر فرد کا اکیلے چوری کا ارتکاب کرنا

فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جب شروط چوری ہو رہی ہو اور موانع موجود نہ ہو تو چور کا ہاتھ کاٹنے کا وجوب ہے تاکہ لوگوں کا مال محفوظ رہیں۔ فقہاء کے درمیان اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر کم عمر بچہ چوری کرے تو اس پر حد لاگو نہیں ہوگی کیونکہ اس میں حد کے وجوب کی اہلیت نہیں ہے، جو کہ بلوغت ہے اور اس سے جرم کا معنیٰ پورا نہیں ہوتا اس پر انہوں نے چند دلائل پیش کیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"جزاء بما کسبا نکالا من اللہ"۔

تو اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر

"وقال قاضی عبدالوهاب البغدادی: فالجزاء لا يكون إلا للمكلف، ومن شرط التكليف البلوغ والعقل، والصبی والمجنون لا كسب لهما"۔

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ان کے کیے کے سزا کے طور پر، اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا صرف مکلف کو دی جاتی ہے اور تکلیف کی شرط بلوغت اور عقل ہے اور نابالغ اور پاگل کا کوئی عمل نہیں"۔

"قال الرسول ﷺ: "رفع القلم عن ثلاثة" و ذكر منها الصبیّ حتیٰ يحتلم"۔ [1]

رسول اللہؐ نے فرمایا: تین افراد سے قلم اُٹھالیا گیا ہے"۔ ان میں سے ایک بچہ جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔"

چونکہ نابالغ فرد مکلف نہیں ہوتا اور اس سے قلم اُٹھالیا گیا ہے۔ اس پر حد نافذ کرنا اس کے برعکس ہوگا، اور چونکہ حد ایک سزا ہے جو جرم کیلئے ہوتی ہے اور نابالغ بچے کا عمل جرم نہیں کہلاتا چونکہ اس میں اہلیت نہیں ہے۔

کم عمر افراد کے لیے مالِ مسروقہ کی ضمانت

فقہاء کرام کے درمیان اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ چوری شدہ مال اگر موجود ہو تو اُسے مالک کو واپس کیا جائے گا، کیونکہ اُس کا حقیقی قابض وہی ہے۔

"لقوله صلى الله عليه وسلم "على اليد ما أخذت حتى تؤدى" [2]

1 امام احمد بن حنبل، المسند، باب الحدود، حدیث 2343 (بیروت: الرسالۃ، 1995ء)۔

2 ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، حدیث 3561 (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2009ء)۔

"رسول اللہؐ نے فرمایا" ہاتھ نے جو کچھ لیا ہے، وہ اس کے ذمے ہے جب تک وہ اسے ادا نہ کرے۔اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ چوری شدہ چیز اگر موجود اور ضائع نہ ہوئی ہو تو بعینہٖ واپس کی جائے گی"۔

اگر نابالغ نے چوری شدہ چیز کو ضائع کیا ہو تو وہ اس کی قیمت کا ضامن ہو گا۔[1]

کم عمر افراد اور حدِّ حرابہ (Crime of Banditry)

اہل لغت نے حرابہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"الحرابة من الحرب التی ھی نقیض السلم ، یقال حاربه محاربة و حرابا"[2]

حرابہ جنگ کے معنی میں ہے جو امن کے متضاد ہے، حرابہ کا لغوی مطلب جنگ ہے جو مال چھیننے اور لوٹنے کے لئے ہو یعنی رہزنی وغیرہ۔

تعریف الحرابۃ اصطلاحاً

"عرف الفقهاء الحرابة وتسمى قطع الطريق أو السرقة الكبرىٰ بتعاريف متقاربة، ومن هٰذه التعارف--- عرفها الحنفية بأنها أخذالمال فى مكان لا يلحق صاحبه الغوث" [3]

فقہاء کے ہاں حرابہ کی تعریف مختلف متشابہ تعریفات کے ساتھ کی گئی ہے، اور ان میں سے ایک تعریف یہ ہے کہ حنفیہ کے مطابق حرابہ وہ ہے جب کسی جگہ مال کو اس طرح لیا جائے کہ وہاں موجود شخص کو مدد ملنے کا امکان نہ ہو۔

حدود میں کم عمر افراد سے متعلق جرمِ حرابہ (Robbery/Decoity) میں کم عمر افراد کی شرکت پر بھی عدم مسئولیت کا ضابطہ لاگو ہو گا۔خواہ چند کم عمر افراد نے ملکر جرمِ حرابہ کا ارتکاب کیا ہو یا وہ بالغ افراد کے ساتھ اُس میں ملوث پائے گئے ہو۔ ہر دو صورتوں میں ان کے خلاف حدِ حرابہ کی کاروائی نہیں کی جائے گی۔ دیکھا جائے تو حدود و قصاص کے جرائم میں عدم مسئولیت کا مطلب یہی ہے کہ کم عمر افراد اُس فعل کے انجام کو جاننے سے قاصر ہوتے ہیں جس کا ارتکاب وہ کر رہے ہوتے ہیں۔

فقہاء احناف نے حرابہ کو اسی طرح بیان کیا ہے کہ یہ وہ جرم ہے جس میں مال کو ایسی جگہ چھینا جاتا ہے جہاں مالک کو مدد نہیں مل سکتی۔

---

1 کاسانی، بدائع الصنائع، ج7، ص67۔

2 مرتضیٰ زبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، ج2 (کویت: وزارۃ الارشاد والانباء، 1984ء)، 249–250؛ ابن منظور، لسان العرب، ج1 (بیروت: دار صادر، 1990ء)، 303۔

3 السرخسی، المبسوط، ج9، ص133۔

فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ نابالغ افراد پر حرابہ کی حد یعنی قتل، سولی پر چڑھانا، ہاتھ کاٹنا یا جلاوطن کرنا لاگو نہیں ہوگا، چاہے وہ قتل کرے، یا مال چھینے، کیونکہ حد ایک ایسی سزا ہے جو جرم کی نوعیت پر منحصر ہوتی ہے اور نابالغ کا عمل جرم کی حیثیت نہیں رکھتا۔ نابالغ حدود کے قابل نہیں ہوتا اس پر مکلفیت عائد نہیں ہوتی۔

کتاب "مواهب الجلیل" میں الخطاب کہتے ہیں: اگر نابالغ حربہ کرے تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی نہ کہ حرابہ کی حد، کیونکہ نابالغ تعزیری سزا کا اہل ہوتا ہے۔[1]

صاحب بدائع الصنائع نے لکھا ہے کہ "نابالغ کو تعزیر کے طور پر سزا دی جائے گی کیونکہ وہ تربیت کا اہل ہوتا ہے"۔[2]

اس حصے میں ہم نابالغ افراد کا جرم حرابہ پر اثر انداز ہونے کا جائزہ لیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جانوں اور مالوں پر ہر قسم کے حملے کو حرام قرار دیا ہے اور بدلے میں قصاص اور حدود واجب کئے ہیں تاکہ لوگ جان و مال کے بارے میں محفوظ رہ سکیں۔

اس لئے حرابہ کی سزا کو قتل، صلب، قطع کی صورت میں سخت بنایا گیا ہے اور اسے اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف جنگ قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اللہ نے فرمایا: اللہ نے ایک بستی کی مثال دی جو امن اور اطمینان میں تھی اس کا رزق ہر طرف بافراط پہنچتا تھا مگر اس نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے معاشرے میں اس جُرم کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے حرابہ کی سزا کو سخت بنایا ہے، تاکہ معاشرے میں بدامنی اور بے ترتیبی نہ بڑھے اور معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ رہیں۔

کم عمری کا اثر زخم کے جرائم پر

اسلام نے انسان کے خون اور مال کو حرمت عطاء کی ہے اور ہر قسم کے اعتداء یا اذیت سے منع کیا ہے، اعتداء جو جان لیوا نہ ہو تو وہ زخم کی صورت اختیار کر سکتا ہے

جرح (زخم) کا مطلب ہے جسم یا اس کے ٹشوز کا پھٹنا یا کٹنا خواہ اس کی شدت کتنی ہی کیوں نہ ہو، زخم کی تعریف میں ہر قسم جسمانی چوٹ شامل ہوتی ہے، چاہے وہ سفید ہتھیار یعنی چاقو وغیرہ سے ہو یا آتشی ہتھیار اسلحے سے ہو۔[3]

---

1 احمد الدردیر، مواہب الجلیل لشرح مختصر خلیل، ج8 (بیروت: دار الفکر، 1995ء)، 429۔

2 الکاسانی: بدائع الصنائع، ج7 ص 63-64

3 اسحاق ابراہیم منصور، شرح قانون العقوبات) قاہرہ: مکتبۃ مصر، n.d.)، 69۔

زخم کے دو اقسام ہیں۔

جائفہ، شجاع

جائفہ: یہ وہ زخم ہے جو سینے یا پیٹ کے خلاء تک پہنچ جائے

شجاع: یہ وہ زخم ہے جو چہرے اور سر میں ہوتے ہیں۔[1]

فقہ اسلامی کی رو سے اگر کم عمر افراد سے زخم یا کوئی بھی جرم سرزد ہو جائے تو بچہ قانونی کارروائی سے مبراء مانا جائے گا تاہم ولی اور سرپرست کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے

جمہور فقہاء کے نزدیک کم عمر افراد کا جان بوجھ کر کیے جانے والے جرم کو خطاء شمار کیا جائے گا، اور اس پر کوئی قصاص نہیں ہے۔

فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ خواہ جرم جان بوجھ کر ہو یا جسم کے کسی بھی حصے پر ہو تو اس صورت میں کم عمر فرد سزا کا اہل نہیں ہوتا۔[2]

کم عمری کا سب سے اہم اثر یہ ہے کہ **حدود اور قصاص (متعین سزائیں اور جسمانی بدلہ)** نابالغ پر لاگو نہیں ہوتے، کیونکہ ان میں سزا (عقوبت) کی اہلیت نہیں ہوتی۔ تاہم، مالی ذمہ داری) ضمان المال یا دیت (برقرار رہتی ہے، جو نابالغ کے مال سے یا بعض صورتوں میں اس کے والد یا عاقلہ پر عائد ہوتی ہے۔ یہ اصول چوری، قتل، اور بالواسطہ طور پر زخم کے جرائم پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

کم عمر افراد اور حدِّ ارتداد (The Punishment for Apostasy)

اہل لغت نے ارتداد کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

ارتداد کا لغوی مادہ "ر د د" ہے، جس کے معنی واپس لوٹنے کے ہیں۔[3] شرعی اصطلاح میں، ارتداد اس وقت ہوتا ہے جب کوئی عاقل، بالغ مسلمان مرد یا عورت، ہوش و حواس میں کسی ایسے قول یا فعل کا ارتکاب کرے جو اسلام سے پھرنے پر دلالت کرے۔[4]

1 الموسوعۃ الفقہیہ، ج16 (کویت: وزارۃ الاوقاف، 1983ء)، 79۔

2 النووی، المجموع شرح المہذب، ج20 (بیروت: دار الفکر، 1996ء)، 65۔

3 ابن دُرید، جمہرۃ اللغۃ، ج1 (بیروت: دار العلم للملایین، 1987ء)، 72؛ مرتضیٰ زبیدی، تاج العروس، ج2، ص 351۔

4 الخرشی، شرح الخرشی علی مختصر خلیل، ج8 (بیروت: دار الفکر، 1997ء)، 62؛ الحطاب، منح الجلیل شرح مختصر خلیل، ج4 (بیروت: دار الفکر، 2003ء)، 461۔

اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں، فرشتوں، یوم آخرت پر ایمان سے انکار، یا دوسرے بنیادی عقائد سے انکار، فرائض و واجبات سے انکار، حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار دینا، اللہ کے علاوہ کسی اور مذہب کے نام پر قسم کھانا، یا اللہ اور اس کے رسول کو گالیاں دینا، ان سب صورتوں میں ارتداد کا اطلاق ہوتا ہے۔[1]

قرآن کریم نے دو مقامات پر ارتداد کو صراحتاً اسلام سے پھرنے کے لیے استعمال کیا ہے اور اس فعل کو جرمِ قابل سزا قرار دیا ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

امام زمحشری، امام نیشاپوری، امام طبرسی، اور امام آلوسی نے بھی لفظ "یرتدد" کو رجوع عن الاسلام کے معنی میں لیا ہے۔[2]

مزید آیات

سورہ آل عمران، سورہ النساء، سورہ النمل، سورہ الحج اور سورہ محمد کی آیات نمبر 106,11,22,86,90,91,177 بھی ارتداد کے قابل سزا جرم ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔[3] لہذا یہ کہنا غلط ہے کہ ارتداد کے قابل سزا ہونے پر کوئی نص وارد نہیں ہے۔[4]

صحابہ کرام نے بھی اس بات پر اجماع کیا ہے کہ ارتداد قابل سزا جرم ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مرتد قبائل کے خلاف جنگ کی اور تمام صحابہ نے ان کا ساتھ دیا۔[5]

اسلامی قانون کے تحت ارتداد قابل دست اندازی سرکار جرم ہے۔ فوجداری مسئولیت کے لحاظ سے یہ جرم تب ہی قابل سزا ہوگا جب شرعی مسئولیت کی شرائط پوری ہوں۔ نابالغ بچوں کا ارتداد معتبر نہیں ہوتا، اور نتیجتاً وہ ان اثرات سے مستثنیٰ ہوتے ہیں جو بالغ افراد پر مرتب ہوتے ہیں، جیسے واجب القتل ہونا، اموال کا ضبط ہونا، مالی تصرفات اور عقود کا موقوف ہونا، یا مسلمان بیوی کا جدا ہونا۔

حنفی، شافعی، امامیہ، اور اباضیہ فقہاء کے مطابق ارتداد قابل حد ہونے کے لیے بلوغ شرط ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق کوئی بھی نابالغ بلوغ حاصل کرنے سے پہلے فوجداری مسئولیت سے مستثنیٰ ہوتا ہے۔[6]

---

1 حصکفی، کفایۃ الاخیار، ج2 (بیروت: دار المعرفۃ، n.d.)، 202؛ المرداوی، الانصاف، ج10 (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1998ء)، 326۔

2 الزمخشری، الکشاف عن حقائق التنزیل، ج 1 (بیروت: دار الکتب العربی، 1986ء)، 271؛ النیسابوری، غرائب القرآن ورغائب الفرقان، ج 2 (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2007ء)، 318۔

3 القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج4، ص129، 131۔

4 ممتاز احمد فاروقی، "کیا ارتداد کی سزا واقعی قتل ہے" نوائے وقت، 13 فروری 1993

5 سعید بن منصور، سنن، ج2 (بیروت: دار الفکر، 1993ء)، 333، حدیث 3934۔

6 شہید ثانی، الروضۃ البہیۃ فی شرح اللمعۃ الدمشقیۃ، ج2 (قم: مؤسسۃ النشر الاسلامی، 1996ء)، 392۔

کم عمر افراد اور حد قذف

اہل لغت نے قذف کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"وقذف المحصنة اى سبّها- القَذف هاهُنا رمْیُ المرأَةَ بِالزنا أو ما كانَ فى معناهُ، وأصله الرَّمىُ ثُمَّ استعمل فى هَذَا المعنیٰ حتى غلب عليه"[1]

کسی چیز کے پھینکنے، بُرا کہنا، کسی پاکباز عورت پر قذف مطلب اُسے بُرا بھلا کہنا، گالی دینا، یہاں پر کسی عورت پر زنا کی تہمت لگانے میں مستعمل ہے لیکن اصل میں کسی چیز کے پھینکنے میں ہے۔ لیکن کثرت استعمال میں پہلی معنیٰ غالب آ گیا ہے۔

قذف کی اصطلاحی تعریف

"القذف: هو رمیُ بالزنا" ۔[2]

قذف زنا کی تہمت لگا ہے۔

قذف شرعی طور پر حرام ہے اور گناہِ کبیرہ ہے۔

فقہاء متفق ہیں کہ قذف کی تہمت لگانے والے پر قذف کی حد لگائی جائے گی۔ اگر وہ آزاد اور بالغ ہو تو چاہے قذف کی تہمت لگانے والا مرد ہو یا عورت۔[3]

قذف کی تہمت لگانے والے کے لئے فقہاء نے کئی ایک شرطوں کی تحدید کی ہے۔ یہ شرطیں شرعی طور پر مکلف ہونا، اختیار، قذف لگانے والا جس پر قذف کی تہمت لگائی جائے اُس کا نسب میں اصل نہ ہونا قذف لگانے والے کو اس کے جملہ احکام کا علم ہو۔[4]

قذف میں لگائی جانے والی شرطوں میں قذف لگانے والے کے لئے اُس کا مکلف، عاقل و بالغ ہونا ایسی شرطیں ہیں کہ جن پر تمام فقہاء متفق ہیں اور تمام شرطوں کی موجودگی میں ہی قذف کی تہمت لگانے والا جرم قذف کا مرتکب ہوتا ہے۔ قذف کی سزا کے نافذ ہونے کے نتیجے میں طبعی سزا یہ ہے کہ اُس کی شہادت (گواہی) قبول نہ کیا جاتا ہے۔ صغر سن پر اس سزا کی تطبیق نہ ہو سکے گی جس کے اسباب مندرجہ ذیل ہے۔

---

1 ابن منظور: لسان العرب، ج9، ص276-277، مادة قذف

2 ابن قدامہ: المغنی ج9 ص83

3 ابن المنذر: الاجماع، ص117

4 ابن عابدین: حاشیۃ ابن عابدین ج1 ص45

- قذف ایک سزا ہے کم عمر فرد جس کا اہل نہیں ہے۔
- وہ تو پہلے ہی اصلیت کے اعتبار سے اپنی طبعی سزا یعنی گواہی کے عدم قبولیت کی کیفیت میں مبتلا ہے۔ وہ تو پہلے ہی سے غیر مکلف ہے کہ جس کی شہادت قبول نہیں کی جاسکتی اور ایسا بلوغت کے بعد ہی ممکن ہے کہ اس کی گواہی قبول ہو، اگر وہ ایسی تہمت پاکدامن عورت پر لگا بھی دے تو بلوغت کے بعد اُس کی اہلیتِ شہادت متاثر نہ ہو گی۔[1]

المختصر یہ کہ فقہاء کرام کے نزدیک حدِ قذف صرف بالغ اور عاقل افراد ہی پر لاگو ہوتی ہیں۔ کم عمر افراد پر نفاذِ حد قذف شرعاً درست نہیں کیونکہ وہ مطلوبہ معیار پر پورا نہیں اُترتے۔[2]

کم عمر افراد کا اقرار جرم

فقہاء احناف کے مطابق، کم عمر افراد (نابالغ) کا اقرار جرم کرنے کی شرعی حیثیت کچھ خاص اصولوں پر مبنی ہوتی ہے۔

کم عمر افراد (جن کی عمر بلوغت تک نہیں پہنچی) کا اقرار جرم شریعت کے اعتبار سے قانونی طور پر مؤثر نہیں ہوتا۔ ان کے اقرار کو معتبر نہیں سمجھا جاتا کیونکہ نابالغ کی عقل اور فہم مکمل نہیں ہوتی۔

نابالغ کا اقرار جرم اسے قانونی طور پر ذمہ دار نہیں بناتا، اس لیے اس کی طرف سے کیے گئے جرم کی سزا اس پر نہیں لگائی جاتی۔ بلکہ، ان کے اقرار کے باوجود، سزا اور تاوان کی ذمہ داری نابالغ کے ولی یا سرپرست پر عائد ہوتی ہے۔

نابالغ افراد کے جرم کی صورت میں ان کی تربیت اور اصلاح کے لیے اقدامات کیے جاتے ہیں۔ شریعت نابالغوں کے معاملے میں سخت سزاؤں کی بجائے اصلاحی اقدامات پر زور دیتی ہے۔[3]

کم عمر افراد کا حقِ دعویٰ

کم عمر افراد کا مقدمہ دائر کرنا یا کسی پر دعوی کرنے کے بارے میں اسلامی فقہ میں واضح رہنمائی موجود ہے۔ اسلامی فقہ کی رو سے کم عمر افراد خود سے حق دعوی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ قانونی طور پر ذمہ دار نہیں سمجھے جاتے، اُن کی طرف سے دعویٰ دائر کرنے کا حق ولی یا سرپرست کو حاصل ہوتا ہے۔

---

1 الکاسانی: بدائع الصنائع ج6، ص266

2 امام نووی: المجموع شرح التذیب ج18، ص3-5

3 الفتاوی الھندیۃ جلد 1 ص290-291

کم عمر افراد کا حقِ دعویٰ یعنی مقدمہ دائر کرنے کے بارے میں اسلامی فقہ میں واضح رہنمائی موجود ہے۔ فقہ کہ رو سے کم عمر افراد خود سے حقِ دعویٰ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ قانونی طور پر ذمہ دار نہیں سمجھے جاتے۔ اُن کی طرف سے دعویٰ دائرہ کرنے کا حق ولی یا سرپرست کو حاصل ہوتا ہے۔[1]

کم عمر افراد کا جرمِ بغاوت (Juvenile Insurgency)

اہل لغت نے بغاوت کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"بغاوت" کا مطلب زیادتی، فساد، اور ظلم ہے۔[2]

اصطلاحی تعریف

"ابن عابدین کی تعریف کے مطابق، "بغیر حق امام کی اطاعت سے نکل جانے والے باغی ہیں، اگر وہ حق کے ساتھ ہوں گے تو باغی نہ کہلائیں گے"۔[3]

بغاوت کی سزا

عبد القادر عودہ کے مطابق، "باغیوں کو حد میں قتل کیا جائے گا جب تک وہ باغیوں کے صفوں میں ہیں۔ ان پر یہی حکم لاگو ہوگا۔ اگر کوئی شخص باغیوں کے ساتھ ہے لیکن شریک جنگ نہیں تو اسے قتل کرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے جنگ کا خطرہ نہیں ہے"۔[4]

فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ کم عمر افراد اگر اہل حرب میں سے ہوں تو انہیں قتل کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ باغیوں کو قتل کرنے کا مقصد ان کے قتال کے شر کو دور کرنا ہے۔ لہذا، انہی باغیوں کو قتل کیا جائے گا جو قتال کی اہلیت رکھتے ہیں۔ حنبلی فقہ کی رائے یہ ہے کہ کم عمر افراد پر بغاوت کی صورت میں بھی حد جاری نہیں ہوگی چاہے وہ بغاوت میں شریک ہی کیوں نہ ہوں۔[5]

کم عمر افراد کا تعزیری جرائم کا ارتکاب

کم عمر افراد کی طرف سے تعزیری جرائم کا ارتکاب حدود کے جرائم کی نسبت زیادہ کیا جاسکتا ہے۔

---

1 رد مختار: ج3 ص291

2 لسان العرب، ج4 ص78، مادة البغي

3 حاشیہ ابن عابدین، الدر مختار، ج3 ص312

4 التشریع الجنائی الاسلامی، ج2 ص690

5 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج7 ص34

1. حدود وقصاص کے

2. تعزیری جرائم

ان کی اقسام پر طویل بحث کی جاسکتی ہے۔ اگر کچھ افعال کو ہم تعزیری جرائم قرار دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے علاوہ اور افعال تعزیری جرائم قرار نہیں دیے جاسکتے۔ بلکہ حقیقت میں کم عمر فرد سے جن گناہوں کا صدور ہوتا ہے، وہ دراصل شرعی احکام کے دائرے سے باہر نکلنے کی بناء پر ایسا ہوتا ہے، چنانچہ یہ بھی تعزیر ہی کی ایک قسم ہے جن کے ارتکاب پر کم عمر فرد کو تعزیری سزادی جاسکتی ہے، حتی کہ کم عمر فرد اگر حدود وقصاص کے جرائم کا بھی مرتکب کیوں نہ ہو۔[1]

3. تعزیری جرائم جو کم عمر افراد کی ذہنی وبدنی قدرت سے مناسبت رکھتے ہیں، اس اعتبار سے ان میں پیدا ہونے والے انحراف کا علاج بھی ان مقاصد میں سے ایک مقصد ہونا چاہیئے۔ چنانچہ وہ جرائم جن میں اللہ کی مقررہ حدود کو توڑا جائے یا انسانوں کے حقوق کو توڑا جائے، اس معصیت میں اس پر حد و کفارہ نہیں ہوگا۔[2]

حقوق اللہ سے متعلق تعزیری جرائم

ان میں وہ جرائم شامل ہیں جن میں حقوق اللہ پر زیادتی کا ارتکاب ہوتا ہے اور کم عمر فرد سے ان کا ارتکاب ممکن ہے، جیسے کاروبار میں ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں دھوکہ دہی، جوا کھیلنا، قرض پر سود خوری۔ یہ تمام جرائم صریح نصوص سے حرام کیے گئے ہیں۔[3]

ان میں کسی ایسی چیز کو کھانا شامل ہے جن کے حرام ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان وارد ہوا ہے، جیسے مردہ گوشت کھانا، خون، خنزیر کا گوشت، اور وہ تمام کھانے کی اقسام جو ان حرام چیزوں کے مشابہ ہوں۔

اس کے علاوہ، امانت میں خیانت کی ممانعت میں بھی قرآن کی آیات وارد ہوئی ہیں۔

نتیجہ

اسلامی فوجداری قانون میں **مسؤلیت (Criminal Responsibility)** کا تصور اس بات پر مبنی ہے کہ سزا اسی فرد کو دی جائے جو عقل و شعور، ارادہ اور ادراک رکھنے والا ہو۔ نابالغ افراد اپنی ذہنی و جسمانی کمزوری کی وجہ سے مکلف نہیں ہوتے، لہٰذا ان پر شرعی حدود اور قصاص نافذ نہیں کیے جاتے۔ تاہم ان کے بعض افعال، جیسے قتل یا مالی نقصان، کو کلی طور پر نظر انداز بھی نہیں کیا جاتا بلکہ ان کے

---

1 الجندی، جرائم الاحداث فی الشریعۃ، ص260

2 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج7 ص63

3 الجندی، جرائم الاحداث فی الشریعۃ، ص260

اثرات مالی ذمہ داری یا تعزیری اقدامات کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ فقہائے اسلام نے اس ضمن میں واضح اصول طے کیے ہیں کہ نابالغ کا ارتکابِ جرم اصولی طور پر **خطا** کے حکم میں ہے اور اس پر قصاص یا حدود جاری نہیں ہوتے، البتہ دیت، ضمان یا تعزیر کا نفاذ قاضی کے صوابدیدی اختیار کے تحت ممکن ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلامی قانون نے نابالغ کے جرم کو صرف فرد کی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ سماجی و خاندانی ذمہ داری کو بھی شامل کیا ہے، جیسے عاقلہ پر دیت کی ادائیگی۔ اس سے یہ پہلو اجاگر ہوتا ہے کہ اسلام نابالغ کی اصلاح، تربیت اور مستقبل کی بھلائی کو ترجیح دیتا ہے نہ کہ محض سزا کو۔ عصر حاضر کے Juvenile Justice System کے تناظر میں دیکھا جائے تو اسلامی قانون کے یہ اصول اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اسلام نے صدیوں پہلے نابالغ مجرموں کے لیے ایک ایسا فریم ورک مہیا کر دیا تھا جو انسانی نفسیات، معاشرتی استحکام اور عدل کے بنیادی تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔

اس مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی فوجداری قانون نابالغوں کو بالغ مجرموں کے برابر نہیں ٹھہراتا بلکہ ان کے ساتھ شفقت اور حکمت پر مبنی رویہ اختیار کرتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد معاشرے کو جرائم سے محفوظ رکھنا ہے مگر ساتھ ہی کم عمر افراد کی اصلاح، تربیت اور ان کے بہتر مستقبل کی ضمانت فراہم کرنا ہے۔ یوں اسلام کا عدالتی نظام ایک متوازن نقطۂ نظر پیش کرتا ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کی بھلائی کو یکجا کرتا ہے۔ یہ ذرائع **کم عمری میں فوجداری ذمہ داری**، بین الاقوامی حقوقِ اطفال کے معیارات، اور **اسلامی فقہ** کے تقابلی جائزے پر مرکوز ہیں۔ شرعی احکام میں، بالغ ہونے کی علامتیں (جیسے کہ حیض یا احتلام) اور سنِ تمیز (سات سال) **اہلیتِ ادا** اور سزاؤں کے نفاذ کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، جبکہ بلوغت نہ ہونے پر عمداً کیے گئے قتل یا چوری پر **حدود و قصاص** نافذ نہیں ہوتے، البتہ مالی ضمان (جیسے **دیت یا ضمان**) لازمی قرار دیا جاتا ہے۔ فقہی فتاویٰ اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ اگر مقتول کے ورثاء میں نابالغ شامل ہوں تو قصاص یا دیت کا فیصلہ کیسے کیا جائے گا، اور یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ **تعزیر** ایک ایسی غیر متعین سزا ہے جو حالات کے مطابق نافذ کی جاتی ہے۔ معاصر تناظر میں، ایک نیوز رپورٹ پاکستان کے اندر کم عمری کی شادی پر پابندی کے قانون پر **سیاسی و مذہبی تقسیم** کو اجاگر کرتی ہے، جہاں مذہبی رہنما بلوغت کو عمر (18 سال) پر فوقیت دیتے ہیں۔ مجموعی طور پر، یہ متون ان **قانونی کوششوں** کا جائزہ پیش کرتے ہیں جن کا مقصد اسلامی قوانین کو عالمی انسانی حقوق کے معاہدات کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ہے۔

Bibliography

ابن المنذر۔ اِلاجماع۔ قاہرہ: دار المسلم، n.d.

Ibn al-Mundhir. al-Ijmāʿ. al-Qāhirah: Dār al-Muslim, n.d.

ابن تیمیہ۔ مجموع الفتاویٰ۔ قاہرہ: دار الوفاء للطباعۃ والنشر، 1404ھ/1983ء۔

Ibn Taymiyyah. Majmūʿ al-Fatāwā. al-Qāhirah: Dār al-Wafāʾ li-l-Ṭibāʿah wa-l-Nashr, 1404 AH/1983.

ابن حزم۔ المحلی بالآثار۔ بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، 1980ء۔

Ibn Ḥazm. al-Muḥallā bi-l-Āthār. Bayrūt: Dār al-Āfāq al-Jadīdah, 1980.

ابن دُرید۔ جمہرۃ اللغۃ۔ بیروت: دار العلم للملایین، 1987ء۔

Ibn Durayd. Jamharat al-Lughah. Bayrūt: Dār al-ʿIlm li-l-Malāyīn, 1987.

ابن عابدین۔ رد المحتار علی الدر المختار۔ بیروت: دار الفکر، n.d.

Ibn ʿĀbidīn. Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār. Bayrūt: Dār al-Fikr, n.d.

ابن قدامہ۔ المغني۔ قاہرہ: مکتبۃ القاھرۃ، 1968ء۔

Ibn Qudāmah. al-Mughnī. al-Qāhirah: Maktabat al-Qāhirah, 1968.

ابن منظور۔ لسان العرب۔ بیروت: دار صادر، 1990ء۔

Ibn Manẓūr. Lisān al-ʿArab. Bayrūt: Dār Ṣādir, 1990.

ابوداؤد، سلیمان۔ السنن۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2009ء۔

Abū Dāwūd, Sulaymān b. al-Ashʿath. al-Sunan. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2009.

اسحاق ابراہیم منصور۔ شرح قانون العقوبات۔ قاہرہ: مکتبۃ مصر، n.d.

Isḥāq Ibrāhīm Manṣūr. Sharḥ Qānūn al-ʿUqūbāt. al-Qāhirah: Maktabat Miṣr, n.d.

امام احمد بن حنبل۔ المسند۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1995ء۔

Aḥmad b. Ḥanbal. al-Musnad. Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 1995.

الجندي۔ جرائم الأحداث في الشريعة الإسلامية۔ قاہرہ: دار النهضة العربية، n.d.

al-Jundī. Jarāʾim al-Aḥdāth fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah. al-Qāhirah: Dār al-Nahḍah al-ʿArabiyyah, n.d.

حصکفي۔ کفایۃ الأخیار۔ بیروت: دار المعرفۃ، n.d.

al-Ḥaṣkafī. Kifāyat al-Akh yār. Bayrūt: Dār al-Maʿrifah, n.d.

الحطاب۔ منح الجلیل شرح مختصر خلیل۔ بیروت: دار الفکر، 2003ء۔
al-Ḥaṭṭāb. Manḥ al-Jalīl Sharḥ Mukhtaṣar Khalīl. Bayrūt: Dār al-Fikr, 2003.

الخرشي۔ شرح الخرشي علی مختصر خلیل۔ بیروت: دار الفکر، 1997ء۔
al-Kharshī. Sharḥ al-Kharshī ʿalā Mukhtaṣar Khalīl. Bayrūt: Dār al-Fikr, 1997.

الدردیر، أحمد۔ مواهب الجلیل لشرح مختصر خلیل۔ بیروت: دار الفکر، 1995ء۔
Aḥmad al-Dardīr. Mawāhib al-Jalīl li-Sharḥ Mukhtaṣar Khalīl. Bayrūt: Dār al-Fikr, 1995.

الدسوقي۔ حاشیۃ الدسوقي علی الشرح الکبیر۔ بیروت: دار الفکر، n.d.
al-Dusūqī. Ḥāshiyat al-Dusūqī ʿalā al-Sharḥ al-Kabīr. Bayrūt: Dār al-Fikr, n.d.

الزبیدي، مرتضیٰ۔ تاج العروس من جواهر القاموس۔ کویت: وزارۃ الإرشاد والأنباء، 1984ء۔
Murtadā al-Zabīdī. Tāj al-ʿArūs min Jawāhir al-Qāmūs. al-Kuwait: Wizārat al-Irshād wa-l-Anbāʾ, 1984.

الزمخشري۔ الکشاف عن حقائق التنزیل۔ بیروت: دار الکتب العربي، 1986ء۔
al-Zamakhsharī. al-Kashshāf ʿan Ḥaqāʾiq al-Tanzīl. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿArabī, 1986.

الزیلعي۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، n.d.
al-Zaylaʿī. Tabyīn al-Ḥaqāʾiq Sharḥ Kanz al-Daqāʾiq. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, n.d.

سحنون بن سعید۔ المدونۃ الکبری۔ بیروت: دار صادر، 1994ء۔
Saḥnūn b. Saʿīd. al-Mudawwanah al-Kubrā. Bayrūt: Dār Ṣādir, 1994.

السرخسي، شمس الأئمۃ۔ المبسوط۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1993ء۔
Shams al-Aʾimmah al-Sarakh sī. al-Mabsūṭ. Bayrūt: Dār al-Maʿrifah, 1993.

سعید بن منصور۔ سنن سعید بن منصور۔ بیروت: دار الفکر، 1993ء۔
Saʿīd b. Manṣūr. Sunan Saʿīd b. Manṣūr. Bayrūt: Dār al-Fikr, 1993.

الشهید الثاني۔ الروضۃ البهیۃ في شرح اللمعۃ الدمشقیۃ۔ قم: مؤسسۃ النشر الإسلامی، 1996ء۔
al-Shahīd al-Thānī. al-Rawḍah al-Bahiyyah fī Sharḥ al-Lumʿah al-Dimashqiyyah. Qum: Muʾassasat al-Nashr al-Islāmī, 1996.

علماء الهند۔ الفتاوی الهندية۔ دہلی: دار الفکر، n.d.

ʿUlamāʾ al-Hind. al-Fatāwā al-Hindiyyah. Dihlī: Dār al-Fikr, n.d.

عودة، عبد القادر۔ التشريع الجنائي الإسلامي۔ بیروت: دار الکتب العربي، n.d.

ʿAbd al-Qādir ʿAwdah. al-Tashrīʿ al-Jināʾī al-Islāmī. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿArabī, n.d.

فاروقي، ممتاز أحمد۔ کیا ارتداد کی سزا واقعی قتل ہے۔ لاہور: نوائے وقت، 1993ء۔

Mumtāz Aḥmad Fārūqī. Kiyā Irtidād kī Sazā Wāqiʿī Qatl Hai. Lāhawr: Nawā-yi Waqt, 1993.

القرطبي۔ الجامع لأحكام القرآن۔ قاہرہ: دار الکتب المصرية، n.d.

al-Qurṭubī. al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān. al-Qāhirah: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, n.d.

الکاساني، علاء الدين۔ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع۔ بیروت: دار الکتب العلمية، 1986ء۔

al-Kāsānī, ʿAlāʾ al-Dīn. Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1986.

الماوردي، أبو الحسن۔ الحاوي الکبير۔ بیروت: دار الکتب العلمية، 1999ء۔

Abū al-Ḥasan al-Māwardī. al-Ḥāwī al-Kabīr. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1999.

المرداوي۔ الإنصاف۔ بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1998ء۔

al-Mardāwī. al-Inṣāf. Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1998.

النووي۔ المجموع شرح المهذب۔ بیروت: دار الفکر، 1996ء۔

al-Nawawī. al-Majmūʿ Sharḥ al-Muhadhdhab. Bayrūt: Dār al-Fikr, 1996.

النيسابوري۔ غرائب القرآن ورغائب الفرقان۔ بیروت: دار الکتب العلمية، 2007ء۔

al-Naysābūrī. Gharāʾib al-Qurʾān wa-Raghāʾib al-Furqān. Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2007.

وزارة الأوقاف الکويتية۔ الموسوعة الفقهية۔ کویت: وزارة الأوقاف، 1983ء۔

Wizārat al-Awqāf al-Kuwaitiyyah. al-Mawsūʿah al-Fiqhiyyah. al-Kuwait: Wizārat al-Awqāf, 1983.